مولانا حافظ یحییٰ احمد حقانی

نہ بھولنے والی شام

کچھ ایسے بھی اٹھ جائیں گے اس بزم سے
جن کو تم ڈھونڈنے نکلوگے مگر پا نہ سکو گے

دل خون کے آنسو رو رہا ہے یا اللہ یہ کیا ہوا اب تک حضرت اقدس شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا قاضی عبدالکریم صاحب کلاچویؒ (نانا جی) کی جدائی سے دل پارہ پارہ ہے جدائی کے زخم تازہ ہیں کہ بروز جمعہ ۱۶ محرم الحرام ۱۴۳۷ھ 30 اکتوبر 2015 کو سورج اپنے آب وتاب سے طلوع ہوا اور عصر کو غروب ہونے سے پہلے پہلے آفتاب علم کا چراغ علوم نبویہ کا درخشاں ستارہ غروب کر گیا۔

خیبر پختونخواہ کی شومئی قسمت کہ ایک ہی سال میں دو عظیم شخصیتوں (قاضی عبدالکریمؒ) (علامہ سید ڈاکٹر شیر علی شاہؒ) کا دارالفناء سے دارالبقاء کو کوچ کرنا دو عظیم دینی واصلاحی علوم نبویہ کے مراکز (نجم المدارس کلاچی) (دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک) کو یتیم کرنا جن کی خلا صدیوں بعد پر کرنا بھی مشکل نہیں بلکہ ناممکن ہے۔

زندگی جن کے تصور سے جلا پاتی تھی
ہائے کیا لوگ تھے جو دام اجل میں آئے

بے مثال مدرس

علم وعمل کا امام زہد وتقویٰ، تواضع وانکساری کا پیکر اور صفت فرشتہ نما انسان حضرت سید ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحبؒ کا کیا کہنا۔ ویسے تو دارالعلوم حقانیہ کا ہر استاد ہر مدرس ہر شیخ ہیرو اور ہر ایک دوسرے سے بڑھ کر ہیں لیکن حضرت ڈاکٹر شیر علی شاہؒ کا تکلم اور درس وتدریس فصیح وبلیغ اور بیان نرالی ہوتی تھی۔ غبی سے غبی تر طالب علم بھی حضرت شیخ شیر علی شاہؒ کے اسباق کو بآسانی سمجھ سکتا تھا۔ حضرت شیخ صاحبؒ بخاری شریف وترمذی شریف کے سبق کے دوران نصیحت آموز واقعات سے بھی مستفید فرماتے طلباء دورہ حدیث کو فرماتے کہ اگر اب آپ نے دورہ حدیث کے سال تہجد کی نماز شروع نہ کی تو پھر ساری عمر نہیں پڑھ سکو گے اور فرمایا کرتے تھے کہ علماء کرام تہجد کی نماز اپنے آپ پر لازم سمجھیں۔

ع ہر گلے را رنگ وبوئے دیگر است

اللہ پاک نے شیخ صاحبؒ کو بے شمار خوبیوں سے مالا مال کیا ہوا تھا۔اتنے بڑے محدث ومفسر اور شیخ لیکن تواضع وانکساری کے کامل مجسمہ تھے کہ ہم جیسے نالائق طالب علم حضرت اقدسؒ کے سامنے بے تکلف بول سکتے۔

نسبت کی لاج

2004ء میں راقم الحروف جب دورہ حدیث شریف کیلئے حاضر خدمت ہوا اور الحمد اللہ ٹیسٹ میں کامیاب ہوکر دارالعلوم حقانیہ میں داخلہ مل گیا۔تو حضرت شیخ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت میں مدرسہ عربیہ نجم المدارس کلاچی ڈیرہ اسماعیل خان سے آیا ہوں قاضی عبدالکریم صاحبؒ کا نواسہ ہوں۔میرے والد صاحب مولانا حافظ گلاب نور صاحب حقانی نے 1972ء میں یہاں امیر المحد ثین مولانا عبدالحق صاحبؒ سے دورہ حدیث پاک پڑھا تو بڑے خوش ہوئے اور فرمایا کہ قاضی صاحبان تو ہمارے اکابر ہیں اور آپ تو بڑے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں اور گاہے بگاہے حال احوال پوچھتے رہتے۔حضرت شیخؒ کا درس ہر طالبعلم بڑی ذوق وشوق سے سنتے اور حضرت شیخ انداز اتنا سہل تھا کہ ہر مشکل مسئلہ ہر طالب علم کے سمجھ میں بآسانی آجاتا۔

حضرت شیخؒ نے حضرت مولانا اعظم طارق شہید کا ذکر خیر کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک دن میں (ڈاکٹر شیر علی شاہؒ) اسمبلی ہال میں گیا جب مولانا اعظم طارق شہیدؒ نے مجھے دیکھا تو دوڑ کر میرے پاس آئے اور کہا حضرت کیا حکم لے کر آئے ہیں۔آپ حکم فرماتے ہیں (اعظم طارق) خادم ہوکر وہاں حاضر خدمت ہو جاتا ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں میں نے کہا مولانا کوئی خدمت کوئی حکم نہیں پہلی بار اسمبلیوں میں علماء کرام کی کثیر تعداد تشریف فرما ہیں ان کو ایک نظر دیکھنے کے لئے آیا ہوں۔بہر حال حضرت شیخؒ نے تنقید یا اعتراض کی بجائے ان کو زبردست خراج تحسین پیش کیا۔

نور کے منبر پر بیٹھنے والے

روایات میں آتا ہے کہ روز محشر کے میدان میں یہ ملا یہ مولوی یہ قرآن کے خادم یہ دینی مدارس میں قال اللہ و قال الرسولﷺ پڑھنے پڑھانے والوں کو اللہ تعالیٰ نور کے ممبر پر بٹھائیں گے۔یہ دنیا دار سرمایہ دار اور بے دین طبقہ ان علماء حق کی شان اور مقام دیکھ کر کہیں گے کہ کیا یہ وہ ملا ہیں جنکو دنیا میں ہم ذلیل اور نکمے اور چٹائیوں پر بیٹھنے والے کمزور سمجھتے تھے یہ وہ لوگ ہیں جنکو ہم دہشت گرد، تخریب کار کہہ کہہ کر ہماری زبانیں نہیں تھکتی تھی۔